درس پانزدهم

پندرھواں سبق

غزلہای حافظؒ
(حافظؒ کی غزلیں)

مصنف: حافظ شیرازیؒ

(۱)

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گم گشتہ	گم شدہ	مغیلان	کانٹے دار درخت
باز آید	لوٹ آئے گا	بس	بہت زیادہ
کنعان	قدیم مصر کا ایک شہر	مقصد	مقصود
غم مخور	غم نہ کر	بعید	دور
کلبہ	جھونپڑی	پایان	اختتام
احزان	غم کی جمع	کان (کہ آن)	کہ اسے
گلستان	باغ	کنج فقر	درویشی کا کونا
دور گردون	آسمان کی گردش	خلوت	تنہائی
حال دوران	گردش کی حالت	تار	تاریک
سرزنشہا	سزائیں	تابود	جب تک ہو

☆☆☆

۱۔ یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور   کلبہ احزان شود روزی گلستان غم مخور

ترجمہ:

گمشدہ یوسف کنعان لوٹ آئے گا، غم نہ کر۔ غموں کی جھونپڑی ایک دن باغ میں بدل جائے گی، غم نہ کر۔

تشریح:

حافظ شیرازیؒ نے اس شعر میں اپنے مخاطب کو امید دلاتے ہوئے کہا کہ گمشدہ یوسف کنعان شہر واپس آ جائے گا۔ غم نہ کر۔ غموں کی جھونپڑی ایک دن باغ میں بدل جائے گی غم نہ کر۔ اس شعر میں تلمیح کا استعمال خوبصورت انداز میں کیا گیا ہے اور اس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جب حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے سازش کے ذریعے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے جدا کر دیا تھا اور آخر کار حضرت یوسفؑ اپنے والد کو مل گئے تھے۔ شاعر اس مثال سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وقت کبھی یکساں نہیں رہتا۔ اگر آج غم ہے تو کل خوشی۔ آدمی کو آنے والے کل سے اچھی امید وابستہ کرنی چاہیے۔

۲۔ دور گردون گر دو روزی بر مراد ما نرفت   دائما یکسان نباشد حال دوران غم مخور

ترجمہ:

اگر آسمان کی گردش کسی دن ہماری آرزو کے مطابق نہیں چلی تو یہ گردش ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہے گی، غم نہ کر۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر مخاطب سے پر امید رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر کسی دن آسمان کی گردش ہماری خواہشات کی مطابق نہیں چلی یعنی ہمارے دن ہماری آرزوں کے مطابق نہیں گزرے تو یہ گردش ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہے گی بلکہ وہ دن بھی آئیں گے جب ہماری مرادیں پوری ہوں۔ یہاں اس شعر میں آسمان کی گردش کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ پرانے زمانے میں پیش آنے والی ہر اچھائی اور برائی کو آسمان کی طرف سے تصور کیا جاتا تھا اگر کسی کو غم ملتا تو آسمان کو قصوروار ٹھہرایا جاتا۔ اس لئے شاعر نے اچھے اور برے دنوں کو آسمان کی گردش کا نتیجہ قرار دیا ہے۔

۳۔ در بیابان، گر بہ شوق کعبہ خواہی زد قدم — سرزنشہا گر کند خار مغیلان غم مخور

ترجمہ:

اگر تو کعبہ کی زیارت کے شوق میں صحرا میں قدم رکھے اور ببول کے درخت کے کانٹے تجھے تکلیف دیں تو غم نہ کر۔

تشریح:

حافظ شیرازیؒ نے اس شعر میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی نیک مقصد کیلئے یا کسی عظیم مقصد کیلئے راستے میں تکالیف بھی آئیں تو انہیں صبر سے برداشت کرنا چاہیے۔ ان مشکلات سے دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہیے۔

۴۔ گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد بس بعید — ہیچ راہی نیست کان را نیست پایان، غم مخور

ترجمہ:

اگر چہ منزل بہت خطرناک ہے اور منزل مقصود بہت دور ہے مگر کوئی بھی راستہ ایسا نہیں ہے جس کی کوئی انتہا نہ ہو غم نہ کر۔

تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ اگر چہ راستہ بہت خطرناک ہے اور منزل مقصود بھی بہت دور ہے مگر کوئی بھی راستہ ایسا نہیں جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ یعنی انسان کو امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مشکلات اور منزل مقصود کی دوری سے نہیں گھبرانا چاہیے بلکہ اپنا سفر جاری رکھنا چاہیے اس طرح انسان اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

۵۔ حافظا، در کنج فقر و خلوتِ شبہای تار — تا بود وردت دعا و درسِ قرآن غم مخور

ترجمہ:

اے حافظ درویشی کے گوشے اور تاریک راتوں کی خلوت میں جب تک دعا اور درس قرآن تیرا ورد ہے غم نہ کر۔

تشریح:

جیسا کہ حافظ شیرازیؒ کے نام سے ظاہر ہے وہ حافظِ قرآن تھا اور دینی تعلیمات سے بخوبی آگاہ تھا۔ اس شعر میں حافظ نے دعا اور درسِ قرآن کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اے حافظ درویشی کے گوشے اور تاریک راتوں کی تنہائی میں جب تک تم دعا اور درس قرآن کو اپنائے رکھو گے تمہیں کسی قسم کا کوئی غم نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں تاریک راتوں کی تنہائی سے مراد انسان پر آنے والی مشکلات ہیں جن میں وہ اکیلا رہ جاتا ہے۔ ان مشکلات میں انسان اگر اپنے خدا کو نہ بھلائے اور اس سے مدد مانگے تو خداوند تعالیٰ اس کی مشکلات حل کر دیتے ہیں۔ اس لئے خدا کو یاد کرنے والے انسان کو غم نہیں کرنا چاہیے۔

www.downloadclassnotes.com

(۲)

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صاحبدلان	اھل دل (جمع)	خوبان	خوبصورت لوگ
دردا	کلمہ افسوس	پارسی گو	فارسی بولنے والے
آشکارا	ظاہر	بخشندگان	بخشنے والے
مہر	محبت	بدہ بشارت	خوشخبری دو
افسون	فریب، جادو	پیران پارسا	پرہیزگار بوڑھے
فرصت شمار	فرصت جان	بہ خود	خود بخود
آسایش	آسودگی، آرام وسکون	خرقہ	گدڑی
دوگیتی	دونوں جہان	می آلود	شراب سے بھری
مروت	اچھا سلوک	مدارا	نرمی، مہربانی

☆☆☆

۱۔ دل می رود زدستم ' صاحبدلان خدا را　　　　دردا کہ راز پنہان خواھد شد آشکارا

ترجمہ:

دل میرے ہاتھ سے نکلا جارہا ہے' اے دل والو' خدا کیلئے میری مدد کرو' ہائے افسوس! اب پوشیدہ بھید ظاہر ہو جائے گا۔

تشریح:

اس شعر میں حافظ شیرازیؒ نے اپنے دل کی کیفیت بیان کی ہے اور صاحب دلوں سے کہا ہے کہ عشق کی وجہ سے میرا دل بے قابو ہو رہا ہے خدا کیلئے میری مدد کرو۔ عشق کو میں نے چھپائے رکھا اب عشق کا درد اتنا بڑھ گیا ہے کہ برداشت سے باہر ہے۔ افسوس کے لوگ اب میرے راز سے آگاہ ہو جائیں گے۔

۲۔ دو روزہ مہر گردون' افسانہ است و افسون　　　　نیکی بہ جای یاران فرصت شمار یارا

ترجمہ:

آسمان کی دو دن کی محبت افسانہ ہے اور فریب ہے۔ اے دوست' دوستوں سے نیکی کرنے کی فرصت کو غنیمت جان۔

تشریح:

اگر دو دن کیلئے آسمان مہربان ہو گیا ہے اور اچھے دن آ گئے ہیں تو آسمان کی مہربانی اور محبت کو افسانہ اور فریب سمجھو کیونکہ وقت کبھی بھی ایک سا نہیں رہتا۔ اچھے کے بعد برے اور برے کے بعد اچھے دن آتے ہیں۔ اس لئے اے دوست جو فرصت میسر ہے اس سے فائدہ اٹھا اور دوستوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کر۔

۳۔ آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است　　　　با دوستان مروت ' با دشمنان مدارا

ترجمہ:

دونوں جہانوں کا آرام ان دو باتوں کی وضاحت ہے کہ دوستوں سے فراخدلی اور دشمنوں سے اچھا سلوک کیا جائے۔

تشریح:

اگر دنیا اور آخرت میں آرام اور سکون چاہتے ہو تو وہ ان دو باتوں کی تفسیر میں ہے۔ پہلی یہ کہ دوستوں کے ساتھ فراخدلی کا ثبوت دیا

جائے ان پر احسان اور بخشش کی جائے۔ دوسری یہ کہ دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی کا سلوک روا رکھا جائے۔ اس طرح دشمن بھی اپنے بن جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں انسان کیلئے آسودگی اور آسانی رہتی ہے۔

۴۔ خوبان پارسی گو بخشندگان عمراند ساقی بدہ بشارت پیران پارسا را

ترجمہ:

فارسی بولنے والے حسین عمر بخشنے والے ہیں۔ اے ساقی بوڑھے پارسا لوگوں کو خوشخبری سنا دو۔

تشریح:

پارسا بوڑھے ہمیشہ نوجوان عاشقوں کو عشق و محبت سے دور رہنے کی نصیحت کرتے ہیں مگر شاعر اس شعر میں ساقی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے ساقی بوڑھے پارساؤں کو خوشخبری دو کہ فارسی بولنے والے حسین عمر بخشنے والے ہیں۔ یعنی حسینوں سے عشق کر کے عاشق کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ بوڑھے پارساؤں کیلئے یہ اس لئے خوشخبری ہے کہ وہ اپنی عمر کا زیادہ حصہ گزار چکے ہیں موت کے نزدیک ہیں ایسے میں اگر یہ عمر لمبی کرنے کا نسخہ ان کے ہاتھ آ جائے تو کسی خوشخبری سے کم نہیں۔

۵۔ حافظ بہ خود نپوشید این خرقہ می آلود ای شیخ پاکدامن! معذور دار ما را

ترجمہ:

حافظؒ نے یہ شراب میں شرابور گدڑی اپنے آپ نہیں پہن لی۔ اے پاک دامن شیخ مجھے معذور جان۔

تشریح:

حافظ شیرازیؒ اس شعر میں پاک دامن شیخ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ حافظؒ نے شراب میں شرابور گدڑی خود بخود نہیں پہن لی بلکہ اسے یہ سالک نے پہنائی ہے۔ سالک بھی ہر کسی کو گدڑی نہیں پہناتے بلکہ پہلے اس کو پرکھتے ہیں کہ کیا اس میں یہ گدڑی پہننے کی اہلیت بھی رکھتا ہے یا نہیں۔

تمرین کا حل

(ا)

سوال ۱: پہلی غزل کے مطلع میں کیا تلمیح ہے؟

جواب: تلمیح کسی شعر میں وہ اشارات ہیں جن کا تعلق کسی تاریخی واقعہ یا تاریخی شخصیت سے ہو۔ شعر پڑھنے والا جب تک اس تاریخی واقعہ سے آگاہ نہ ہو شعر کا مفہوم بہتر طریقے سے نہیں سمجھ سکتا۔ پہلی غزل کے مطلع میں جو تلمیح "یوسف گمگشتہ" اور "کنعان" کی صورت میں پیش کی گئی ہے اس کا اشارہ اس تاریخی واقعہ کی طرف ہے جب حضرت یوسف کے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کو ان کے والد حضرت یعقوب سے جدا کر دیا تھا اور بالآخر حضرت یوسفؑ اپنے والد کے ساتھ مل گئے تھے۔ یہ واقعہ قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

سوال ۲: پہلی غزل کا مزاج مایوس کن ہے یا امید افزا ہے؟

جواب: پہلی غزل کا مزاج امید افزا ہے کیونکہ اس میں پر امید رہنے اور غم نہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

سوال ۳: حافظ نے دعا اور درس قرآن کا ذکر کس حوالے سے کیا ہے؟

جواب: حافظ شیرازیؒ جیسا کہ ان کے نام سے معلوم ہے حافظِ قرآن تھے۔ جس کا ذکر انہوں نے جابجا اپنی شاعری میں کیا ہے۔ اس شعر میں بھی انہوں نے قرآن پڑھنے اور خدا سے دعا مانگنے کی تلقین کی ہے۔

سوال۴: شاعر کے خیال میں دونوں جہانوں کی آسودگی کن دو باتوں میں ہے؟

جواب: شاعر کے خیال میں دونوں جہانوں کی آسودگی اُن دو باتوں میں ہے کہ دوستوں سے فراخدلی برتی جائے اور دشمنوں سے اچھا سلوک کیا جائے۔ ان دو باتوں سے ایک شخص اِس دنیا اور اُس دنیا دونوں میں راحت اور سکون پا سکتا ہے۔

سوال۵: دوسری غزل کے مقطع کی وضاحت کیجئے۔

جواب: دوسری غزل کے مقطع کی وضاحت ترجمہ اور تشریح میں کر دی گئی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

☆☆☆

(۲)

سوال۱: ''مخور'' فعل نہی ہے۔ گفتن، پرسیدن، خندیدن اور رفتن سے فعل نہی بنائیے۔

جواب:

مصادر	قدیم فارسی کے مطابق فعل نہی	جدید فارسی کے مطابق فعل نہی
گفتن (کہنا)	مگو (نہ کہہ)	نگو (نہ کہہ)
نوشتن (لکھنا)	منویس (نہ لکھ)	ننویس (نہ لکھ)
پرسیدن (پوچھنا)	مپرس (نہ پوچھ)	نپرس (نہ پوچھ)
خندیدن (ہنسنا)	مخند (نہ ہنس)	نخند (نہ ہنس)
رفتن (جانا)	مرو (نہ جا)	نرو (نہ جا)

سوال۲: ''بدہ'' فعل امر ہے سوال نمبر۱ میں دیئے گئے مصادر سے فعل امر بنائیے۔

جواب:

مصادر	فعل امر
گفتن (کہنا)	بگو (کہہ)
نوشتن (لکھنا)	بنویس (لکھ)
پرسیدن (پوچھنا)	بپرس (پوچھ)
خندیدن (ھنسنا)	بخند (ہنس)
رفتن (جانا)	برو (جا)

سوال۳: فارسی غزل میں حافظ شیرازیؒ کا مقام کیا ہے؟ تفصیل سے لکھیے۔

جواب: **حافظ شیرازیؒ**

محمد نام، شمس الدین لقب اور حافظ تخلص ہے۔ آپ کے والد بہاء الدین اصفہان کے تاجر تھے۔ تجارت کی غرض سے اصفہان چھوڑ کر شیراز آئے۔ حافظ شیرازیؒ ۷۶۲ ہجری کے لگ بھگ شیراز میں پیدا ہوئے۔ عالم طفلی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ وہ محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ علم حاصل کرتے تھے اور اپنی بوڑھی ماں کا خرچہ بھی برداشت کرتے تھے۔ انہوں نے قرآن حفظ کیا اور وہ اپنے عہد کے نامور عالم اور عارفِ کامل تھے۔ آپ زندگی بھر شیراز سے باہر نہ گئے اور ۷۹۲ ہجری میں شیراز میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حافظ شیرازیؒ کی زندہ جاوید یادگار آپ کا دیوان ہے جو ان کے شاگرد اور دوست محمد گل اندام نے مرتب کیا تھا۔ یہ دیوان غزلیات، قصائد، قطعات اور چند رباعیوں پر مشتمل ہے۔ حافظ شیرازیؒ ایران کے مشہور ترین شاعر ہیں آپ کی شہرت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ جرمن زبان کے مشہور شاعر گوئٹے آپ کی شاعری سے بے حد متاثر تھے جس کا اظہار گوئٹے نے اپنے دیوان میں جا بجا کیا ہے۔ حافظ شیرازیؒ کو ''لسان الغیب''

کہا جاتا ہے۔ کیونکہ لوگ دیوان حافظ سے فالیں نکالتے ہیں اور حافظ شیرازیؒ اپنے اشعار کے ذریعے ان کی فالوں کا جواب دیتے ہیں۔

حافظ شیرازیؒ کی وجہ شہرت ان کی زندہ جاوید غزلیں ہیں۔ جن کی بنا پر انہیں امام غزل کہا جاتا ہے۔ حافظ کی غزل میں انسانی زندگی کی تمام مسرتیں اور دکھ پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کا کلام روحِ انسانی کا ترجمان ہے۔ مکر وریا، جھوٹ اور فریب سے انہیں شدید نفرت تھی جس کا اظہار انہوں نے جا بجا اپنی غزلوں میں کیا ہے۔ ان کی غزلوں میں ریا کاروں پر شدید تنقید ملتی ہے وہ صلح کل اور وسیع النظر فی کے داعی ہیں۔ ان کا کلام فکری اعتبار سے بھی نہایت پختہ ہے اور فنی لحاظ سے بھی بے مثال ہے۔ انہوں نے اپنی غزلوں میں عاشقانہ اور عارفانہ مضامین کمال ایجاد سے نظم کیے ہیں۔ ان کی غزلوں میں مولانا رومیؒ کی حکمت و تصوف اور سعدیؒ کا درسِ عشق ایک ساتھ نظر آتا ہے۔ آپ نے سعدیؒ اور خواجو کی پیروی کی۔ دیوان میں کم از کم تیس غزلیں سعدیؒ کی بحر و زمین میں ہیں اور چند خواجو کرمانی کے زیر اثر مگر الفاظ، تراکیب، معانی آفرینی اور دل آویزی میں آپ کا کلام اول تا آخر منفرد ہے۔

حافظ شیرازیؒ نے غزل کو اس مقام تک پہنچایا جس سے فراتر مقام تصور میں نہیں آتا۔ آپ کی زبان اس قدر رشتہ ہے کہ آج تک پورے دیوان کا ایک لفظ بھی متروک نہیں مانا گیا۔ انہوں نے صوفیانہ مضامین کے بیان کے لیے مخصوص اصطلاحات کو فروغ دیا۔ ان کی رائج کردہ اصطلاحات آج تک فارسی غزل کا سرمایہ جمال ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ شعری لطافت اور نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ حافظ شیرازیؒ نے ''سبک عراقی'' کی پیروی کی ہے۔ صنائع بدائع جنہیں ''محسنات شعری'' کہا جاتا ہے، سبک عراقی کا خاصہ ہیں۔ حافظ شیرازیؒ نے بھی اپنے کلام کو محسنات شعری سے زینت بخشی ہے لیکن صنائع بدائع سے کچھ اس انداز میں کام لیا ہے کہ جذبات و واردات کے اظہار کو اس سے اور زیادہ مدد ملی۔

معروضی سوالات

1: کثیر الانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions)

☆ ہر سوال کے نیچے چار ممکنہ جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک جواب درست ہے۔ درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

1- ☆ کس شاعر کے دیوان سے فال نکالی جاتی ہے؟
(الف) مولانا رومیؒ کے (ب) شیخ سعدیؒ کے (ج) حکیم سنائیؒ کے (د) خواجہ حافظ شیرازیؒ کے ✓

2- ☆ حافظ شیرازیؒ کے والد کس شہر سے ہجرت کر کے شیراز آئے؟
(الف) اصفہان ✓ (ب) تہران (ج) زاہدان (د) کرمان

3- ☆ کس شاعر کو ''لسان الغیب'' کہا جاتا ہے؟
(الف) سعدی شیرازیؒ (ب) حافظ شیرازیؒ ✓ (ج) حکیم خیامؒ (د) خواجہ کرمانیؒ

4- ☆ کس سلسلے کے بادشاہ حافظ شیرازیؒ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے؟
(الف) تیموری (ب) مظفری ✓ (ج) سلجوقی (د) سامانی

5- ☆ ''امام غزل'' کس شاعر کو کہا جاتا ہے؟
(الف) رودکی (ب) فرخی (ج) حافظ شیرازیؒ ✓ (د) ابوسعید ابوالخیرؒ

☆☆☆☆☆